واقعہ کربلااور درس کرامت

محمد حسن حسرت

عاشورا کی بقاء کاراز:

ایک سوال جو ہر وخاص عام کے ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیوں واقعہ کربلاایک انقلاب میں تبدیل ہوااور تمام بشریت کے لئے درس گاہ بنا؟ دنیامیں اس سے مشابہ اور بھی زیادہ درد ناک حوادث اورواقعات رونما ہوئے ہیں اور لیکن ان تمام حوادث اوروقعات کے درمیان صرف حادثہ کربلا کیوں ممتاز اور ماندگار بنا؟ مہم ترین دلیل جو اس واقعہ کو دوسرے وقائع سے ممتاز کیا ہے وہ اس تحریک میں انسان کامل امام حسینؑ جیسی ہستی کا ہونا ہے۔علاوہ براین وہ اخلاقی اصول ہیں جو اس تحریک پر حاکم تھے،یعنی اس تحریک کی ابتدا سے لے کرانتہاتک کہیں پر بھی کوئی سیاہ نقطہ دکھائی نہیں دیتا بلکہ اس تحریک کے تمام نقاط فضیلت،نور اور روشنائی سے پر ہے۔یہی چیز واقعہ عاشوراکے جاوید اورماندگار ہونے کا سبب ہے ،یعنی جو چیز واقعہ کربلا کو ایک حماسہ میں تبدیل کررہی ہے وہ اخلاقی اصول ہیں جن کوان تمام تر سخت شرایط کے باوجود فراموش نہیں کیا گیا۔غالباانسان عادی حالت میں اچھااور منطقی عمل کرتا ہے لیکن جب سخت شرایط میں اور مشکلات کے فشار میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اس کے منطقی رفتار اور اخلاق بدل

جاتے ہیں لیکن اس تحریک میں موجود تمام افراد مخصوصا امام حسین علیہ السلام نے سخت ترین شرائط میں بھی دشمنوں کے ساتھ کرامت انسانی کے ساتھ پیش آیا۔

جایگاہ کرامت

وہ اخلاقی اصول جو اس تحریک پر حاکم تھے ان میں سے مہم ترین محور اصلِ کرامت ہے۔ کرامت یعنی جوانمردی ،بزرگواری ،اور شرافت وغیرہ اور اس کے مقابل دنائت اور پستی ہے۔ کرامت ایک ایسی ارزش ہے جو تمام انسانوں میں موجود ہے چاہے وہ دین وعقیدہ نہ رکھتا ہو کیونکہ خداوند متعال نے اس کو تمام انسانون کے وجود میں قرار دیا ہے اور سب نے اس ذاتی کرامت کو خداوند متعال سے اخذ کیا ہے اور قران مجید میں بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ ہوا ہے:{ وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِى ءَادَمَ وَ حَمَلْنَهُمْ فِى الْبرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنَهُم مِّنَ الطَّيِّبَتِ وَ فَضلْنَهُمْ عَلى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً }١۔ اور ہم نے بنی انسان کو کرامت عطا کی ہے اور انھیں خشکی اور دریاوں میں سواریوں پر اٹھایا ہے اور انھیں پاکیزہ رزق عطا کیا ہے۔

لہٰذا ہر انسان اس ذاتی کرامت سے بہرمند ہوتا ہے لیکن کچھ لوگ اس ذاتی کرامت کو اکتسابی کرامت یعنی تعلیم وتربیت کے ذریعے کمال تک پہنچا دیتے ہیں، اور بعض لوگ اس کو

خواہشات نفسانی کے اسیر بنا کر ہوا وہوس کے زنجیروں میں بند کردیتے ہیں۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ اس کرامت پر تکیہ کرکے اس قدر عروج اور درجات حاصل کر لیتے ہیں کہ تمام موجودات سے افضل بن جاتے ہیں اور بعض لوگ دنائت اور پستی کی وجہ سے اس قدر سقوط کر جاتے ہیں کہ حیوانوں سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں۔

(وَ لَقَدْ ذَرَأْنا لِجَهَنَّمَ کَثیراً مِنَ الْجِنِّ وَ الإِنْسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لا یَفْقَهُونَ بِها وَ لَهُمْ أَعْیُنٌ لا یُبْصِرُونَ بِها وَ لَهُمْ آذانٌ لا یَسْمَعُونَ بِها أُولئِکَ کَالأَنْعامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولئِکَ هُمُ الْغافِلُونَ)۔۲۔اور یقینا ہم نے انسان اور جنات کی کثیر تعداد کو گویا کہ جہنم کے لیے پیدا کیا ہے کہ ان کے پاس دل ہے مگر سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہے مگر دیکھتے نہیں اور کان ہے مگر سنتے نہیں، یہ چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی گمراہ تر ہے۔

بنابریں کرامت ایک ایسی چیز ہے کہ خدا نے ہر انسان کے وجود میں قرار دیا ہے اور انسان کی شخصیت اسی اساس پر استوار ہے اور جن مسائل کی طرف امام حسینؑ نے متعدد بار تاکید کیا ہے ان میں سے ایک یہی مسئلہ کرامت ہے۔ جالب نکتہ یہ ہے کہ ائمہ معصومینؑ میں سے دو اماموں نے مسئلہ کرامت کے حوالے سے زیادہ تاکید کی ہے۔ایک امام امیر المومنینؑ اور دوسرا امام حسینؑ۔ شاید یہ تاکید اسی وجہ سے ہو کہ اس زمانے کے لوگوں نے دنائت اور پستی

کو عروج تک پہنچایا تھا،امام حسینؑ نے کربلا کے سفر میں اس اصل کو تاکید کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔امام علی علیہ السلام کی نظر میں کرامت کی کچھ نشانیاں ہے جن میں سے بعض کی طرف ہم یہاں اشارہ کرتے ہیں :

۱۔بخشش اور گذشت:

امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں :{المبادرة الی العفو من اخلاق الکرام }۳۔ در گذر کرنے میں پیش قدم ہونا بزرگواروں کے اخلاق میں سے ہے۔ کسی اور مقام پرآپ فرماتے ہیں :{الکریم اذاقدرصفح} کریم جب قدرت پیدا کرتا ہے تو عفو و در گزر کرتا ہے یعنی جس انسان کے پاس کرامت جیسی صفت ہو تو وہ طاقتور ہونے کے بعد انتقام لینے کے بجائے عفواور گذشت سے کام لیتا ہے۔ اس کے برعکس بعض لوگ بہت کم ظرف ہوتے ہیں جب بھی ظاہری طور پر قدرت وطاقت کے مالک بن جائے توانتقام لینے کے لئے تیار نظر آتے ہیں۔امیر المومنین ایک اور مقام پرؑ فرماتے ہیں :{ المبادرة الی الاتنقام من شیم اللئآم}۴۔ انتقام میں جلدی کرنا لئیم اور پست لوگوں کی علامت ہے۔

۲۔خطا سے چشم پوشی:

آپؑ فرماتے ہیں :{ من اشرف افعال الکریم تغافله عمّا یعلم}۵۔ کریم انسان کا بہترین عمل یہ ہے کہ وہ جو کچھ جانتا ہے اس سے چشم پوشی کرتا ہے۔صاحب کرامت صرف دوسروں

کو بخشتا نہیں بلکہ ان کے خطاؤں سے بھی در گزر کرتا ہے اور ایسا اظہار کرتا ہے کہ گویا ان کے خطاوں سے آگاہ ہی نہیں ہوا ہے۔

۳۔استقامت اور پایداری:

آپؑ فرماتے ہیں: {النفس الکریمۃ لاتئوثر فیہ النکبات} ٦۔ کریم النفس پر مصایب اور سختیاں اثر انداز نہیں ہوتیں ۔یعنی کریم انسان ایسی مستحکم روح کا مالک ہوتا ہے کہ ناگوار حوادث کے مقابل میں نہیں جھکتااور اپنے ہدف تک جانے میں متزلزل نہیں ہوتا۔اگرانسان کریم نفس کامالک ہوتوایک دن میں سب کچھ اجڑ جائے تب بھی اسے کوئی پروانہیں ہوتا، چھ ماہ کابچہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس حالت میں جان دیدے جس کو بیان کرنے سے ہماری زبان قاصر ہے یہ کہتا ہوا نظرآتا ہے کہ پروردگارا یہ میرے لیئے آسان ہے کیونکہ یہ تیری نظروں کے سامنے ہے ۔(رضا بقضئک و تسلیما لامرک لامعبود سواک یاغیاث المثتغیثین) کہتا ہوا نظرآتا ہےاوراس کی بہتریں مثال کربلامیں ملتی ہے۔

امام حسینؑ مظہر کرامت

امام حسینؑ نے تمام زندگی بالخصوص مدینہ سے کربلا تک کے سفرمیں کرامت اور بزرگواری پر تاکید کی ہے۔آپ فرماتے تھے: لوگو: اپنے آپ کودرک کرواورخود کو پہچان لو

،خود کو ذلیل مت کرواور پستی اور دنائت سے دور رہو۔امامؑ نے گفتار و کردار کے ذریعے ہمیں کرامت اور بزر گواری کا درس دیا ہے۔

عصام بن مصطلق امام حسینؑ اور امیر المومنینؑ کی نسبت دل میں کینہ رکھتا تھا یہ شخص شام سے مدینہ آیا اور امامؑ سے ملاقات کیا اورامامؑ سے کہا کیا تم ابوتراب کے بیٹے ہو؟ (ابوتراب امیر المئو منینؑ کے القاب میں سے ایک ہے لیکن شام والے جب آپؑ کی تحقیر کرنا چاہتے تو اس نام سے یاد کرتے)اور امیر المومنینؑ کو برا بلا کہنا شروع کیا۔امامؑ نے فرمایا :(خُذِ الْعَفْوَ وَ أْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ أَعْرِضْ عَنِ الْجاهِلِينَ) ۷۔آپ عفو کا راستہ اختیار کریں اور نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنار کشی کریں۔امامؑ نے اس آیت کی تلاوت کے بعد اس کی طرف رخ کرکے فرمایا؛اہل شام ہو ؟خدا سے تم اور اپنے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں ،اگر ہم سے مدد چاہتے ہو اور کوئی حاجت رکھتے ہو تو پورا کروں گااور اگر مہمان ٹھہرنا چاہتے ہو تو مہمان نوازی کرو ں گا عصام بن مصطلق نے پشیمانی کا احساس کیا۔امامؑ اس کی پشیمانی کی طرف متوجہ ہوئے (لیکن کیونکہ امام حسینؑ کریم انسان ہے)آپ کسی کی حقارت کو برداشت نہیں کرسکتا تھا اس لئے فرمایا: تمہارا کوئی گناہ نہیں ہے۔اہل شام کی غلط تبلیغ نے تمہیں ایسا بنایا ہے۔۸۔ یہ امامؑ کی کرامت اور بزرگواری ہے کہ بُرا بلا کہنے والوں کے ساتھ بھی اس طرح پیش آتے ہیں۔

کرامت اور بزرگواری کو امامؑ اس قدر اہمیت دیتے تھے کہ جس زندگی میں کرامت نہ ہو ،عزت نہ ہو اس زندگی کو موت سے بدتر قرار دیتے تھے جیساکہ آپ نے فرمایا: (الموت خیر من رکوب العار والعار خیرمن دخول النار) ۹۔ کربلا میں وارد ہونے کے بعد پہلے خطبہ میں فرمایا:(فانی لااری الموت الابالسعادہ والحیات مع الظالمین الا برما) میں موت کو سعادت اور ظالمین کے ساتھ زندگی گزارنے کو ننگ وعار کے سوا کچھ نہیں سمجھتا۔ایک اور مقام جہاں امامؑ کی کرامت اور بزرگواری ہمیں دیکھنے کو ملتی ہے وہ حرکے ساتھ امام کا رفتار ہے۔جب امام کی حرکے لشکر سے ملاقات ہوئی تو امامؑ نے حر اور ان کے لشکر والوں کے چہرے پرپیاس اور خستگی کا مشاہدہ کیا تودستور دیا کہ حراور ان کے لشکر حتی ان کے حیوانوں کو بھی پانی پلائے۔ایسی مثال دنیا میں کہاں ملتی ہے کہ وہ دشمن جو راستہ روکنے آیا ہو اس کے لشکراور حیوانوں کو پانی پلاجائے اور یہی حقیقی کرامت اور بزرگواری ہے۔۱۰۔

یہ کریم انسان اپنی زندگی کے آخری لحظات میں بھی کرامت اور بزرگواری کادرس دے رہے تھے جب امام زمین پر گرے توآپ کے بدن مطہر سے خون جاری تھے اس کے باوجود جب آپ متوجہ ہوئے کہ دشمن خیموں کی طرف حملہ ور ہورہے ہیں توہاتھوں کوزمین پر رکھا اور کچھ اٹھااور خیمگاہ کی طرف نگاہ کرکے فرمایا:(ویحکم یاشیعة آل ابی سفیان ان لم یکن

لکم دین وکنتم لاتخافون المعاد فکونو احرارا فی دنیاکم) اے ابو سفیان کے پیرو کارو: اگر تمہارا کوئی دین نہیں اور تم لوگ قیامت سے نہیں ڈرتے ہو تو کم از کم اپنی دنیا میں آزاد انسانوں کی طرح زندگی کرو اور کرامت کے ساتھ پیش آ جاو ۔۱۱۔

حوالہ جات:

۱۔ اسراء ۷۰ ۔

۲۔ (اعراف ۱۷۹)۔

۳۔ غرر الحکم ص ۸۴۔

۴۔ میزان الحکمۃ ج ۱۱ ص ۵۱۵۲۔

۵۔ اصول اخلاقی قیام امام حسینؑ ص "۴۶"۔

۶۔ اصول اخلاقی قیام امام حسینؑ ص ۷۴"۔

۷۔ (اعراف ۱۹۹)۔

۸۔ منتھی الآمال ج ۲ ص ۶۸۱۔

۹۔ فروغ شہادت ص ۱۳۵۔

۱۰۔ منتہی الآمال ج ا ص ۲۷۷۔

۱۱۔ اصول اخلاقی امام حسینؑ ص ۵۶۔، بحار الانوار ج ۴۵ ص ۵۱۔